88085 ـ اپنی بیوی کو کہا: اگر تو فلاں جگہ گئی تو میرے اور تیرے مابین کلام کرنی حرام

سوال

میں جو بھی کام کروں اسے کم از کم دو بار کرتا ہوں تا کہ یقینی طور پر ہو جائے، میرے اور بیوی کے مابین ایك بار جھگڑا ہوا کیونکہ وہ بنك ملازمت کرنا چاہتی تھی، میں اس سے ظہار کرتے ہوئے یہ کہنا چاہا کہ اگر تم ایسا کرو تو تم مجھ پر میری ماں جیسی ہو، لیکن میں نے یہ کلمات شدید ہونے کے خوف سے یہ کلام نہ کہی، بلکہ اسے یہ کہہ دیا کہ اگر تم گئی تو میرے اورتیری درمیان بات چیت حرام ہے.
آپ سے گزارش ہے کہ درج ذیل سوالات کے جوابات عنائت فرمائیں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا کرے:
1 ـ بعض اوقات مجھے یہ خیال آتا ہے کہ " اگر گئی تو " کے الفاظ نہیں کہے، ان دونوں حالتوں میں شرعی حکم کیا ہوگا، یہ علم میں رہے کہ میری نیت یہ تھی کہ اگر گئی تو میں اس سے جھگڑوں گا، یعنی میں اسے دھمکی دے رہا تھا ؟
2 ـ کیا جب میں کوئی سوال کرتا ہوں، یا میں نے جو کہا اسے تکرار کے ساتھ کہوں، یا سوال کرنے کے لیے جس میں مجھے شك ہو تو اس پر میرا شرعی محاسبہ کیا جائیگا ؟
3 ـ میں نے جو کچھ بیوی سے کہا ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر کوئی شرعی ممانعت ہو تو میری بیوی کے حمل کا حکم کیا ہو گا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

آپ کے سوال سے یہ سمجھ آتی ہے کہ آپ وسوسہ کا شکار ہیں، اور کسی بھی عمل کو یقینی بنانے کے لیے دو بار کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، اور آپ کو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے یہ بات کی یا نہیں کی.

آپ سے گزارش ہے کہ وسوسے کا سب سے بہتر علاج دو چیزیں ہیں:

پہلی:

اللہ تعالی کا ذکر اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کثرت سے کرنا.

دوسری:

وسوسہ كى طرف التفات نہ كرنا، اور توجہ نہ دينا، اور اسے قبول نہ كرنا.

مزيد تفصيل ديكھنے كے ليے آپ سوال نمبر (62839) اور (25778) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

اس ليے ہم كہتے ہيں: اصل يہى ہے كہ آپ نے اپنى بيوى سے يہ بات كہى كہ: اگر تم گئيں تو ميرے اور تيرى مابين بات چيت حرام ہے، اس ليے آپ بعد ميں وسوسہ كى بنا پر پيدا ہونے والے شك كى طرف متوجہ نہ ہوں.

دوم:

اگر خاوند اپنى بيوى كو كہے: اگر تم فلاں جگہ گئى تو ميرے اور تيرے مابين بات چيت حرام ہے.

اس ليے اگر بيوى نہ جائے تو اس پر كچھ لازم نہيں آتا، اور اگر چلى جائے تو يہ ديكھا جائيگا كہ اگر خاوند نے طلاق كا ارادہ كيا ہو تو طلاق واقع ہو جائيگى؛ كيونكہ اس كى يہ كلام طلاق كے كنايہ ميں شامل ہوگى.

اور اگر اس نے طلاق كا ارادہ نہ كيا ہو ـ جيسا كہ آپ كے سوال ميں ہے ـ تو اسے قسم كا كفارہ ادا كرنا لازم ہے، جو كہ ايك غلام آزاد كرنا، يا دس مسكينوں كو كھانا كھلانا، يا انہيں لباس مہيا كرنا ہے، اور اگر اس اس كى استطاعت نہ ہو پھر تين يوم كے روزے ركھنا ہونگے.

اس ميں اصل اور دليل يہ ہے كہ حلال چيز كو حلال كرنا قسم كہلاتى ہے كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اے نبى (صلى اللہ عليہ وسلم) آپ وہ چيز حرام كيوں كرتے ہيں جسے اللہ تعالى نے آپ كے ليے حلال كيا ہے، آپ اپنى بيويوں كو خوش كرنا چاہتے ہيں! اور اللہ تعالى بخشنے والا رحم كرنے والا ہے، تحقيق اللہ تعالى نے تمہارے ليے تمہارى قسموں كا كھولنا مقرر كر ديا ہے، اور اللہ تعالى تمہارا كارساز ہے، اور وہى جاننے والا اور حكمت والا ہے التحريم (1 ـ 2).

البحر الرائق ميں ہے:

" اس سے يہ معلوم ہوا كہ حلال چيز كو حرام كرنا قسم كے معنى ميں آتا ہے جو كفارہ كا موجب ہے..... تو اس ميں يہ بھى داخل ہو گا كہ جب كوئى شخص يہ كہے: تيرى كلام مجھ پر حرام ہے، يا ميرے ساتھ، يا تيرے ساتھ كلام حرام ہے " انتہى.

ديكھيں: البحر الرائق (4 / 317).

سوم:

اگر خاوند اپنی بیوی کو یہ کہے: میرے اور تیرے درمیان بات چیت حرام ہے، لیکن یہ نہ کہا ہو: اگر تو فلاں جگہ گئی تو.

اگر خاوند نے طلاق کی نیت کی تو فی الحال طلاق واقع ہو جائیگی چاہے وہ جائے یا نہ جائے، اور اگر طلاق کی نیت نہ کی ہو تو اس پر قسم کا کفارہ لازم آئیگا.

چہارم:

جب آپ کوئی کلام کریں، یا پھر کوئی سوال کریں اور اس میں تکرار کریں تو آپ پر کچھ لازم نہیں آتا، مہم یہ ہے کہ کلام مباح ہونی چاہیے.

پنجم:

اگر آپ نے اپنی حاملہ بیوی سے مندرجہ بالا کلام کی تو اس کا حمل پر کوئی اثر نہیں ہوگا، شریعت جس چیز کی حرمت آئی ہے وہ حائضہ عورت کو طلاق دینے کی حرمت ہے، لیکن حاملہ عورت کے حمل کا طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا، حالانکہ بالفعل آپ نے طلاق دی بھی نہیں.

ششم:

سودی بنک میں ملازمت کرنی جائز نہیں، کیونکہ بنک ملازمت میں گناہ اور عدوان میں تعاون ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے، اور سود دینے، اور اسے لکھنے، اور اس پر گواہی دینے والوں پر لعنت کی ہے، اور فرمایا ہے یہ سب برابر ہیں "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1598).

واللہ اعلم .